سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP.10 ایس سی آر

شانتی دیوی

بنام

دروپتی دیوی اور دیگران

14/ دسمبر 2006

(ایس ۔ بی ۔ سنہا اور مارکنڈے کاٹجو، جسٹسز)

قانون وراثت ، 1925:

دفعہ 63۔ کسی وصیت (Will) کے قانونی طور پر موزوں طریقے سے تحریر کیے جانے کا ثبوت فراہم کرنے کی ذمہ داری ۔ قرار دیا گیا : یہ ذمہ داری اس شخص پر ہے جس کو وصیت کے ذریعے فائدہ دیا گیا ہو۔

ضابطہ دیوانی کی کاروائی ، 1908:

آرڈر XLI قاعدہ 23، A-23 یا XLI قاعدہ 25 ۔ نکات کا تشکیل دینا یا دوبارہ تشکیل دینا۔ ٹرائل کورٹ نے چوتھا نکتہ غلط طور پر تشکیل دیا، جس کے تحت وصیت کی درستگی کا بارِ ثبوت مدعی پر ڈال دیا گیا، حالانکہ یہ بوجھ وصیت سے فائدہ اٹھانے والے مدعا علیہ پر ہونا چاہیے تھا۔ عدالت عالیہ کی طرف سے تمام نکات پر دی گئی ٹرائل کورٹ کی کارروائی اور فیصلے کو کالعدم قرار دے کر معاملہ مکمل طور پر دوبارہ سنوائی کے لیے ٹرائل کورٹ کو واپس بھیج دیا۔ اس پر سوال اٹھایا گیا۔ قرار دیا گیا : یہ فیصلہ درست نہیں تھا۔ عدالت عالیہ کو صرف اس بنیاد پر معاملہ واپس بھیجنا چاہیے تھا کہ نکتہ نمبر 4 پر بارِ ثبوت غلط طور پر رکھا گیا اور اس نکتے پر دوبارہ شہادتیں ریکارڈ کرنا ضروری تھیں۔

جواب دہندہ نمبر 1 اور اپیل کنندہ بہنیں ہیں۔ ان کی والدہ نے اپیل کنندہ کے حق میں ایک وصیت پر عمل درآمد کیا۔ اپیل کنندہ نے اپنے نام کی انتقالی کے لیے درخواست دائر کی۔ ناراض جواب دہندہ نے مستقل حکم امتناعی امتناع کے لیے دعویٰ دائر کیا جسے مسترد کر دیا گیا۔ جواب دہندہ نے اعلامیے کے لیے ایک اور دعویٰ دائر کیا جسے بھی مسترد کر دیا گیا۔ اپیل پر، عدالت عالیہ نے اس معاملے کو مکمل طور پر ٹرائل کورٹ کو بھیج دیا جس میں کہا گیا کہ ٹرائل کورٹ نے مسئلہ نمبر 4 کو غلط طریقے سے تشکیل دیا ہے جس کے تحت وصیت کے جواز کے ثبوت کی ذمہ داری اپیل کنندہ مفاد الیہ کے بجائے جواب دہندہ پر رکھی گئی تھی جو بھارتیہ قانون وراثت، 1925 کی دفعہ 63 کے مطابق وصیت کو ثابت کرنے کی قانونی ذمہ داری کے تحت تھا۔

اس عدالت میں اپیل میں، اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ- چار مسائل ٹرائل جج کے ذریعے وضع کیے گئے تھے، عدالت عالیہ بالواسطہ طور پر تمام مسائل پر نتائج کو مسترد نہیں کر سکتی تھی، حالانکہ اس نے اس معاملے کو صرف اس بنیاد پر خارج کیا تھا کہ مسئلہ نمبر 4 پر بارِ ثبوت مدعی جواب دہندہ پر غلط طریقے سے ڈالا گیا تھا۔

جزوی طور پر اپیل کی منظوری دیتے ہوئے عدالت نے:

فیصلہ.1.1: جواب دہندہ نمبر 1 کی طرف سے دائر کردہ عرضی دعوی کا محض جائزہ یہ ظاہر کرے گا کہ وصیت کی صداقت اور/ یا قانونی حیثیت کو کئی بنیادوں پر چیلنج کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک وصیت پر عمل درآمد سے متعلق مشکوک حالات ہیں۔ قانون کی تجویز کے حوالے سے کوئی تنازعہ نہیں ہو سکتا کہ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ثبوت کی ذمہ داری اس شخص پر تھی جو اس کے تحت مفاد الیہ ہوا تھا۔ مشکوک حالات کا وجود اس نتیجے کا باعث نہیں بن سکتا ہے کہ وصیت قانون میں غلط تھی لیکن یقیناً یہ اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے ایک متعلقہ عنصر ہوگا کہ وصیت کرنے والے کے ذریعے وصیت پر عمل درآمد درست اور ذہنی حالت میں نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن یہ خود ہی ٹرائل کورٹ کے ڈگری کو کالعدم قرار دینے پر ٹرائل جج کو پورا دعویٰ بھیجنے کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔ واپسی کا اختیار یا تو آرڈر XLI رولز 23 اور 23A یا ضابطہ دیوانی کی کاروائی کے XLI رول 25 کے لحاظ سے اپیلٹ کورٹ میں مضمر ہے۔ نکتہ نمبر 4 کو غلط طریقے سے تیار کیا گیا تھا۔ ثبوت کی ذمہ داری بھی غلط طریقے سے رکھی گئی تھی اور صرف اس معاملے کے پیش نظر عدالت عالیہ نے اسے ٹرائل جج کو بھیج کر فریقین کو تازہ

ثبوت پیش کرنے کی اجازت دینا مناسب سمجھا۔لہذا،اس نے ٹرائل جج سے مطالبہ کیا کہ وہ اس مسئلے کو دوبارہ ترتیب دینے پر حقائق کے سوال کا تعین کرے،جو اس کے مطابق ضروری تھا۔(A-E-1055)

1.2۔ اس طرح،صرف اس مسئلے کو دوبارہ ترتیب دینے اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ثبوت کی ذمہ داری غلط طریقے سے رکھی گئی تھی،اضافی شواہد پیش کرنے کی ضرورت تھی۔مذکورہ صورتحال میں،عدالت عالیہ کے لیے یہ مناسب ہوتا کہ وہ معاملے کو مکمل طور پر خارج نہ کرے،جو عدالت کے ذریعے ضابطہ دیوانی کی کاروائی کے آرڈر XLI رول 23 یا آرڈر XLI رول 23A کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے کیا جا سکتا تھا۔مذکورہ صورتحال میں اعتراض شدہ فیصلے کو ضابطہ دیوانی کی کاروائی کے آرڈر XLI رول 25 کے مطابق منظور کیا جانا چاہیے۔(1055-ایف-جی)

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار فیصلہ : 2006 کی دیوانی اپیل نمبر 5813۔

1992 کے آر ایف اے نمبر 435 میں نئی دہلی میں دہلی عدالت عالیہ کے 7.11.2003 کے حتمی فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے رنجیت کمار،ایس ایس رے اور راکھی رے۔

جواب دہندگان کے لیے آر پی شرما۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا:

جسٹس ایس بی سنہا،:اجازت دی گئی۔

1992 کے آر۔ایف۔اے نمبر 435 میں دہلی عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ کے ذریعے منظور کردہ واپسی کا حکم ہمارے سامنے اپیل میں ہے۔

فریقین بہنیں ہیں جو شری تارا چند مدن اور شریمتی بدھو بائی (فوت ہونے کے بعد سے) کی بیٹیاں ہیں۔ تارا چند مدن کا انتقال 1.03.1954 2 کو ہوا۔ شریمتی بدھو بائی نے جائیداد نمبر 16 / 26، پرانا راجندر نگر، نئی دہلی کے سلسلے میں ایک رجسٹرڈ دستاویز جس کی تاریخ 14.06.1965 ہے، پر عمل درآمد کیا۔ اس نے مبینہ طور پر جواب دہندہ نمبر 1 کو اپنی بیٹی کے طور پر مسترد کر دیا۔ اس کے ذریعے 22.02.1977 پر ایک وصیت پر عمل درآمد کیا گیا، جس سے مفاد الیہ ہونے والے کو اپیل کنندہ کہا گیا تھا۔ شریمتی بدھو بائی کا انتقال 20.04.1980 پر ہوا۔

اپیل کنندہ نے اپنے نام کی انتقالی کے لیے درخواست دائر کی۔ جواب دہندہ نے مستقل حکم امتناعی امتناع کے لیے دعویٰ دائر کیا، جسے 1980 کے دیوانی دعویٰ نمبر 308 کے طور پر نشان زد کیا گیا تھا، جس میں، دیگر باتوں کے ساتھ، درج ذیل راحت کے لیے دعوی کیا گیا تھا :

"(الف) مدعیان کے حق میں اور مدعا علیہان کے خلاف ایک مستقل حکم امتناعی کا فرمان جاری کیا جائے، جس کے تحت مدعا علیہ نمبر 3 کو اس بات سے روکا جائے کہ وہ جائیداد نمبر 16 / 26، واقع اولڈ راجندر نگر، نئی دہلی، جس کے تحت زمین کے 85 مربع گز (یا اس کے آس پاس) کے پٹہ دہندہ حقوق شامل ہیں، کے سلسلے میں کسی بھی طرح کا تصرف کرے، اور یہ جائیداد صرف اپنے نام منتقل یا درج نہ کروائے، مدعیان کو خارج کرتے ہوئے، مدعا علیہان نمبر 1 اور 2 کی جانب سے مورخہ 22.02.1977 کی مبینہ وصیت کی بنیاد پر۔ اسی طرح مدعا علیہان نمبر 1 اور 2 کو بھی اس مبینہ وصیت مورخہ 22.02.1977 کی بنیاد پر کسی بھی قسم کی کارروائی کرنے یا اسے نافذ کرنے اور مذکورہ جائیداد کو مدعیان کو خارج کرتے ہوئے مدعا علیہ نمبر 3 کے حق میں منتقل کرنے یا درج کرنے سے روکا جائے۔"

"(ب) مقدمے کے اخراجات بھی مدعا علیہان کے خلاف دیے جائیں۔"

اپیل کنندہ کے مطابق، مذکورہ دعویٰ قابل سماعت نہیں تھا۔ اسے 18.12.1981 کے ایک حکم نامے کے ذریعے مسترد کر دیا گیا تھا، جس میں کہا گیا تھا :

"مدعیوں کے قبضے سے باہر ہونے کے الزامات کی تردید نہیں کی گئی ہے اور جواب دہندہ نمبر 3 کے جواب دعویٰ کی نقل کے متعلقہ پیراگراف میں خاص طور پر اور واضح طور پر اس کی تردید نہیں کی گئی ہے۔ اور دعویٰ برقرار رکھنے کے قابل نہیں ہے جب تک کہ مدعی متنازعہ جائیداد میں اپنے حصص کے سلسلے میں ملکیت کا حل نہ طلب کریں۔ میں مدعی کے وکیل سے متفق نہیں ہوں کہ دفعہ 31 کی دفعات جائز ہیں۔"

جواب دہندہ نے ایک اور دعویٰ دائر کیا، جسے 1992 کے دعویٰ نمبر 276 کے طور پر نشان زد کیا گیا تھا، اعلامیہ اور اس کے نتیجے میں راحت کے لیے۔ مذکورہ دعویٰ کو ضابطہ دیوانی کی کاروائی کے آرڈر 11 رول 2 کے تحت ہٹ ہونے کی وجہ سے بھی مسترد کر دیا گیا تھا۔ تاہم، فاضل جج نے دعویٰ میں شامل دیگر مسائل کو بھی نمٹا۔

جواب دہندگان کی طرف سے دائر اپیل میں، عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا کہ چونکہ معروف ٹرائل جج نے اس معاملے کو غلط طریقے سے تیار کیا اور رائے دی کہ ثبوت کی ذمہ داری مدعی پر ہے نہ کہ جواب دہندہ پر، اس معاملے کو ٹرائل جج کو بھیج دیا جانا چاہیے۔

"18۔ ہاتھ میں موجود معاملے میں، ہمارا خیال ہے کہ فاضل ٹرائل کورٹ نے مسئلہ نمبر 4 کو اپنے حقیقی تناظر میں نہیں بنایا۔ مسئلہ نمبر 4 کو ثابت کرنے کی ذمہ داری جواب دہندہ پر ڈالنی چاہیے تھی جس نے اپیل گزاروں پر ڈالنے کے بجائے وصیت کے وجود کے بارے میں استدعا کی تھی اور وہ بھی منفی طور پر۔ ہم یہ سمجھنے میں ناکام ہیں کہ اپیل کنندہ وصیت کے عدم وجود کا ثبوت کیسے دیں گے۔ جواب دہندہ کو مسئلہ نمبر 4 پر ثبوت لانا چاہیے تھا اور یقیناً یہ اپیل گزاروں کے لیے کھلا تھا کہ وہ اس معاملے پر جواب دہندہ کے گواہوں سے جرح کریں تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ وہ وصیت جس پر جواب دہندہ انحصار کر رہا تھا در حقیقت فرضی تھی اور اس پر عمل درآمد محترمہ بدھو بائی کے ذریعے نہیں کیا گیا تھا۔ اپیل کنندگان کسی بھی طرح کے تخیل سے اس مسئلے پر ثبوت پیش نہیں کر سکے۔ لہذا ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس مسئلے کا صحیح فیصلہ بنیادی طور پر اس وجہ سے نہیں کیا گیا تھا کہ اس مسئلے کو ثابت کرنے کی ذمہ داری اپیل گزاروں پر ڈالنے کے بجائے

غلطی سے ڈالی گئی تھی۔جواب دہندہ جو بھارتیہ قانون وراثت کی دفعہ 63 کے لحاظ سے اس مسئلے کو سختی سے ثابت کرنے کی قانونی ذمہ داری کے تحت تھا، زیر بحث دستاویز وصیت ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ بھارتیہ قانون وراثت، 1925 کے زیر انتظام ہے۔

19۔ جیسا کہ اوپر بحث کی گئی ہے کہ اپیل کنندہ جس پر مسئلہ نمبر 4 کو ثابت کرنے کی ذمہ داری تھی، نے پی ڈبلیو 1 کے گنجے بیان کے علاوہ کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جبکہ جواب دہندہ نے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس مسئلے کو ثابت کرنے کی ذمہ داری اپیل گزاروں پر ہے اور شاید ان وجوہات کی بنا پر، اس مسئلے کا تعین اس کی حقیقی روح میں نہیں کیا جاسکا۔

20۔ چونکہ مسئلہ نمبر 4 فریقین کے حقوق کے تعین کے لیے ایک اہم اور مادی مسئلہ ہے، اس لیے ہم اسے مناسب اور مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے کا نئے سرے سے تعین ٹرائل کورٹ کے ذریعے مثبت طور پر وضع کیے جانے کے بعد کیا جائے جیسا کہ اوپر اس مسئلے کو ثابت کرنے کی ذمہ داری جواب دہندہ پر ڈال دی گئی ہے۔ٹرائل کورٹ وصیت کے اثر کے پہلو پر بھی غور کرے گی، اس کی جانچ نہیں کی جارہی ہے جیسا کہ بھارتیہ قانون وراثت کی دفعہ 218 کے تحت فراہم کی گئی ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہونے والے سینئر وکیل رنجیت کمار پیش کریں گے کہ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ چار مسائل فاضل ٹرائل جج نے تیار کیے تھے، عدالت عالیہ بالواسطہ طور پر تمام مسائل پر نتائج کو مسترد نہیں کر سکتی تھی، حالانکہ اس نے مبینہ طور پر معاملے کو صرف اس بنیاد پر خارج کر دیا تھا کہ معروف ٹرائل جج یہ موٴقف اختیار کرنے میں درست نہیں تھا کہ مسئلہ نمبر 4 پر بارِ ثبوت مدعی پر تھا۔

یہ پیش کیا گیا کہ ضابطہ دیوانی کی کاروائی کے آرڈر 11 رول 2 کی دفعات کو مدنظر رکھتے ہوئے، دعویٰ خود قابل سماعت نہیں تھا۔

ہماری طرف سے منظور کیے جانے والے مجوزہ حکم کے پیش نظر، مذکورہ سوال پر کسی نہ کسی طرح سے کسی قطعی نتیجے پر پہنچنا ضروری نہیں ہوگا۔فاضل ٹرائل جج کی طرف سے بنائے گئے مسائل درج ذیل ہیں :

"(ا) کیا دعویٰ فی الحال برقرار رکھنے کے قابل نہیں ہے؟ او پی ڈی

(2) کیا دعویٰ ممنوع ہے جیسا کہ جواب دعویٰ کے پیرا گراف 12 میں الزام لگایا گیا ہے؟ او پی ڈی

(3) کیا مقدمہ کی جائیداد متدعویہ عدالتی فیس اور دائرہ اختیار کے مقصد کے لیے قابل قدر ہے؟ او پی پی

(4) کیا 22.2.1977 کی تاریخ کی وصیت غلط ہے جیسا کہ عرضی دعوی میں الزام لگایا گیا ہے؟ او پی پی

(5) کیا مدعی راحت کا حقدار ہے؟ او پی پی۔

(6) راحت"

عدالت عالیہ نے، ہماری رائے میں، صحیح رائے دی کہ معاملے کی اہلیت وصیت کی قانونی حیثیت کے گرد گھومتی ہے۔ یہ اصل فریقین کے والد کے پاس موجود جائیداد کی نوعیت پر بھی منحصر ہوگا۔

یہاں جواب دہندہ نمبر 1 کی طرف سے دائر کردہ عرضی دعوی کا محض جائزہ یہ ظاہر کرے گا کہ وصیت کی صداقت اور/ یا قانونی حیثیت کو کئی بنیادوں پر چیلنج کیا گیا ہے۔ان میں سے ایک وصیت پر عمل درآمد کے ارد گرد کے مشکوک حالات ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے شریمتی بدھو بائی نے انجام دیا تھا۔

قانون کی تجویز کے حوالے سے کوئی تنازعہ نہیں ہوسکتا کہ اس بات کو ثابت کرنے کے لیے ثبوت کی ذمہ داری اس شخص پر تھی جو اس کے تحت مفاد الیہ ہوا تھا۔ مشکوک حالات کا وجود اس نتیجے کا باعث نہیں بن سکتا ہے کہ وصیت قانون کے لحاظ سے غلط تھی، لیکن یقیناً یہ اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے ایک متعلقہ عنصر ہوگا کہ وصیت کرنے والے کے ذریعے وصیت پر عمل درآمد درست اور ذہنی حالت میں نہیں کیا گیا تھا۔

لیکن یہ خود ہی فاضل ٹرائل کورٹ کے ڈگری کو کالعدم قرار دینے پر پورے دعویٰ فاضل ٹرائل جج کو بھیجنے کی بنیاد نہیں ہوسکتی۔ واپسی کا اختیار یا تو آرڈر XLI رولز 23 اور 23A یا ضابطہ دیوانی کی کاروائی کے XLI رول 25 کے لحاظ سے اپیلٹ کورٹ میں مضمر ہے۔ شمارہ نمبر 4 کو غلط طریقے سے تیار کیا گیا تھا۔ ثبوت کی ذمہ داری بھی غلط طریقے سے پیش کی گئی تھی اور صرف اس معاملے کے پیش نظر عدالت عالیہ نے اسے تجربہ کار ٹرائل جج کو بھیجنے کے لیے مناسب سمجھا جس میں فریقین کو تازہ ثبوت پیش کرنے کے لیے کہا گیا۔ اس لیے، اس نے فاضل ٹرائل جج سے مطالبہ کیا کہ وہ اس مسئلے کو دوبارہ ترتیب دینے پر حقیقت کے سوال کا تعین کرے، جو اس کے مطابق ضروری تھا۔

صرف، اس طرح، مسئلے کو دوبارہ ترتیب دینے اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ثبوت کی ذمہ داری غلط طریقے سے مدعی پر رکھی گئی تھی، اضافی شواہد پیش کرنے کی ضرورت تھی۔

مذکورہ صورتحال میں، ہماری رائے میں، عدالت عالیہ کے لیے یہ مناسب ہوتا کہ وہ اس معاملے کو مکمل طور پر خارج نہ کرے، جو عدالت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے آرڈر XLI رول 23 یا ضابطہ دیوانی کی کاروائی کے آرڈر XLI رول 23A کے تحت کر سکتی تھی۔ مذکورہ صورتحال میں اعتراض شدہ فیصلے کو ضابطہ دیوانی کی کاروائی کے آرڈر XLI رول 25 کے مطابق منظور کیا جانا چاہیے۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر، اعتراض شدہ فیصلے میں ترمیم کرنے کی ہدایت کی جانی چاہیے۔ لہذا ہم، اعتراض شدہ فیصلے میں ترمیم کرتے ہوئے، ہدایت دیتے ہیں کہ اسکالرڈ ٹرائل جج فریقین کو ثبوت پیش کرنے کی

منظوری دے سکتا ہے، جس کے بعد وہ اپنے نتائج اور اس کی وجوہات کے ساتھ ثبوت کو اپیلٹ کورٹ کو اس حکم کی ترسیل کی تاریخ سے چار ماہ کے اندر واپس کر دے گا، جس کے بعد عدالت عالیہ اپنی اہلیت پر اپیل کا تعین کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتی ہے۔ اپیل کی منظوری مذکورہ بالا حد تک دی جاتی ہے۔ تاہم، اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

ڈی۔ جی۔

جزوی طور پر اپیل کی منظوری ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document